اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ۔ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

روزنامہ الفضل

لاہور

یوم سہ شنبہ

شرح چندہ
سالانہ ۲۱ روپے
ششماہی ۱۱ "
سہ ماہی [illegible]
ماہوار ۲½

Digitized by Khilafat Library Rabwah

۳ جمادی الاول ۱۳۶۹ھ

جلد ۳۸/۴	۲۱ تبلیغ ۱۳۲۹ ہش	۲۱ فروری ۱۹۵۰ء	نمبر ۴۲

مسئلہ کشمیر کے منصفانہ حل کے بغیر جنوب مشرقی ایشیا میں دفاع کی کوئی سکیم کامیاب نہیں ہو سکتی

کراچی ۲۰ فروری۔ حکومت آزاد کشمیر کے صدر سردار محمد ابراہیم نے آج ریڈیو پاکستان سے ایک تقریر نشر کرتے ہوئے فرمایا کہ جنوب مشرقی ایشیا کے دفاع کی کوئی سکیم اس وقت تک کامیاب نہیں ہو سکتی۔ جب تک اس اعلان اور بر حقیقت کو تسلیم نہ کیا جائے کہ پاکستان کے بغیر کشمیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ اور نہ کشمیر کے بغیر پاکستان قائم رہ سکتا ہے۔ اس لئے کشمیر کا ہندوستان میں نہیں بلکہ پاکستان میں شامل ہونا ضروری ہے۔ آپ نے مزید کہا کہ دنیا کو یقین ہو چکا ہے۔ کہ کشمیر پر ہندوستان کا دعوےٰ من گھڑت باتوں پر مبنی ہے۔ برخلاف اس کے پاکستان ہر وہ فیصلہ ماننے کے لئے تیار ہے، جس میں آزاد و غیر جانبدار استصواب کے ذریعہ اہل کشمیر کو یہ حق دیا جائے۔ کہ وہ اپنی قسمت کا آپ فیصلہ کر سکیں۔ اس سلسلے میں مشرق وسطیٰ کے تمام اسلامی ممالک بالکل متحد ہیں اور وہ کشمیر کے مسئلے کو دنیائے اسلام کا مشترکہ معاملہ سمجھتے ہیں۔ آپ نے آخر میں امید ظاہر کی کہ سلامتی کونسل دنیا کی رائے عامہ کا احترام کرتے ہوئے باشندگان کشمیر کو ان کا قطعی حق دلائے گی۔ اور اس بنیادی اصول پر عمل کر کے دکھائے گی۔ جس پر کہ اقوام متحدہ قائم ہے:

سردی کی لہر

لاہور ۲۰ فروری اگلے ۱۲ گھنٹے میں مغربی پاکستان میں سردی کی معمولی لہر آئیگی۔

یوگوسلاویہ کے اندرونی معاملات میں عدم مداخلت

بلغراد ۲۰ فروری۔ امریکی سفیر مسٹر جارج ایلن نے گزشتہ شب یہاں اس کی تردید کی کہ یوگوسلاویہ کو جو امریکی قرضہ دیا گیا تھا۔ اس میں کوئی سیاسی شرط بھی لگائی گئی تھی یا اب جو قرض زیر غور ہے اس میں ایسی کوئی شرط لگائی جانے والی ہے۔ سفیر نے یہ بیان مارشل ٹیٹو کی اس تقریر کے بعد دیا۔ جس میں انہوں نے ۰۰۰،۰۰،۶۰،۳ ڈالر کے قرض کے لئے یوگوسلاویہ کی درخواست کے متعلق مغربی طاقتوں کے فیصلہ میں تاخیر پر شدید بے صبری کی تھی۔ مسٹر ایلن نے کہا کہ "امریکہ کی حکمت عملی یوگوسلاویہ کے اندرونی معاملات میں قطعی عدم مداخلت پر مبنی ہے۔ (اسٹار)

مشرقی بنگال میں گھریلو صنعتیں قائم کرنیکی وسیع سکیم

ڈھاکہ ۲۰ فروری۔ مشرقی بنگال کی پسماندہ اقوام کی فلاح و بہبود کے لئے چھوٹی چھوٹی گھریلو صنعتیں جاری کرنے کے سلسلے میں حکومت نے ایک وسیع سکیم مرتب کی ہے۔ اس کے ماتحت صوبے بھر میں تعلیم و تربیت کے صنعتی مرکز قائم کئے جائیں گے۔ اس سکیم کو عملی جامہ پہنانے کے لئے محکمہ صنعت کا ایک نمائندہ عنقریب کراچی سے ڈھاکہ پہونچنے والا ہے۔ علاوہ ازیں حکومت نے اس سکیم کو جلد از جلد زیر عمل لانے کی خاطر بارہ ممبران پر مشتمل ایک کمیٹی مقرر کر دی ہے۔ جس میں سرکاری ممبروں کے علاوہ پسماندہ اقوام کے نمائندے بھی شامل ہیں۔ اس سکیم کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ پسماندہ اقوام کے نمائندے جب صنعتی مراکز میں تربیت حاصل کر لیں گے، تو انہیں کثیر تعداد میں چھوٹے چھوٹے کارخانے قائم کرنے کی سہولتیں بہم پہونچائی جائینگی۔ مرکزی حکومت اپنے دو بجٹوں میں پسماندہ اقوام کی بہتری کے لئے پانچ پانچ لاکھ روپے کی جو رقوم منظور کر چکی ہے۔ ان میں سے اس سکیم کے اخراجات کو پورا کیا جائے گا:

قدیم فارسی زبانوں اور سنسکرت کی تمام پراکرتوں میں "پنجابی" درمیانی کڑی کا کام دیتی ہے

"اردو الفاظ کی نئی تحقیق" کے موضوع پر سید عابد علی صاحب عابد کا قیمتی مقالہ

لاہور ۲۰ فروری۔ کل شام مجلس توسیع اردو تعلیم الاسلام کالج کے زیر اہتمام سید عابد علی صاحب عابد پرنسپل دیال سنگھ کالج نے "اردو الفاظ کی نئی تحقیق" کے موضوع پر ایک نہایت قیمتی مقالہ پڑھتے ہوئے فرمایا کہ اردو میں جو الفاظ خالص آریائی زبانوں سے آئے ہیں۔ ان کی لسانی تحقیق کے متعلق "پنجابی" کا مطالعہ نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ پنجابی وہ درمیانی کڑی ہے جو ایک طرف قدیم فارسی زبانوں کو اور دوسری طرف سنسکرت اور اس کی تمام پراکرتوں کو ملاتی ہے۔ آپ نے اس کے ثبوت میں اردو الفاظ کے متعدد الفاظ پیش کئے۔ جن کے ماخذ قدیم فارسی زبانوں میں دکھانے کے بعد آپ نے ان کی ارتقائی حالتوں پر تفصیل سے روشنی ڈالی کہ کس طرح یہ الفاظ مختلف زبانوں میں کسی قدر اختلاف کے ساتھ منتقل ہوتے چلے گئے۔ (باقی صفحہ ۸ پر)

اخبار احمدیہ

ربوہ ۱۸ ماہ تبلیغ۔ مکرم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب بذریعہ خط مطلع فرماتے ہیں:۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی طبیعت تا حال گلے کی تکلیف کی وجہ سے ناساز ہے۔ آج پاؤں میں درد کی بھی شکایت ہو گئی ہے۔ احباب حضور کی صحت کاملہ اور عاجلہ کے لئے درد دل سے دعا فرمائیں۔

لاہور ۲۰ فروری۔ محترم نواب محمد عبد اللہ خان صاحب کے متعلق اطلاع مظہر ہے کہ آج طبیعت اچھی ہے الحمد للہ

لاہور میں یوم مصلح موعود کی تقریب پر عظیم الشان جلسہ

لاہور ۲۰ فروری۔ آج ۷ بجے شب تعلیم الاسلام کالج کے ہال میں یوم مصلح موعود کی تقریب پر ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ صدارت کے فرائض صاحبزادہ حافظ مرزا ناصر احمد صاحب پرنسپل تعلیم الاسلام کالج نے سر انجام دیئے۔ ہال سامعین سے کھچا کھچ بھرا ہوا تھا مکرم مولانا عبد الرحیم صاحب درد، مکرم مولوی عبد الغفور صاحب فاضل۔ صوفی بشارت الرحمٰن صاحب ایم۔ اے۔ پروفیسر نسیق الرحمٰن صاحب نیفی ایم۔ اے پروفیسر سلطان محمود صاحب شاہد ایم۔ ایس۔ سی۔ ڈاکٹر عبد الرحمٰن صاحب اور صاحب صدر نے پیشگوئی کے مختلف حصوں پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ کس طرح یہ عظیم الشان پیشگوئی حیرت انگیز رنگ میں لفظ بلفظ پوری ہو رہی ہے۔ دعا کے بعد جلسہ برخاست ہوا۔ مفصل رپورٹ انشاء اللہ کل شائع کی جائے گی۔ (سٹاف رپورٹر)

"مسلمان محققین اور علم حیات"

تعلیم الاسلام کالج میں ایک علمی لیکچر

لاہور ۲۰ فروری۔ آج شام مرزا منظور احمد صاحب ایم۔ ایس۔ سی نے عربی سوسائٹی تعلیم الاسلام کالج لاہور کے زیر اہتمام "مسلمان اور علم حیات" کے موضوع پر ایک علمی اور تحقیقی مقالہ پڑھا۔ جس میں آپ نے علم حیات سے متعلق ان تحقیقات پر روشنی ڈالی جو مسلمانوں نے نویں صدی سے بارھویں صدی تک کے عرصہ میں کیں۔ آپ نے یورپین مصنفین اور مسلمان ماہرین علوم کی کتابوں سے متعدد حوالے پیش کر کے ثابت کیا۔ (باقی

جرمنی میں بے روزگاری

برلن ۲۰ فروری۔ اس مہینہ کے نصف اول میں جرمنی میں بے روزگاری کا نیا ریکارڈ قائم ہوا۔ ایک لاکھ بیس ہزار مزید بے روزگاروں کے اندراج کے ساتھ اب مجموعی تعداد بیس لاکھ ہو گئی ہے۔ گزشتہ ماہ کی نسبت فروری میں ساٹھ فی صدی کا اضافہ ہوا۔ بے روزگاری کی صورت بویریا میں سب سے خراب ہے، جہاں زراعت کی فصلی تبدیلی کی وجہ سے دس لاکھ سے زیادہ افراد بے کار ہیں۔ اس کے بعد صنعتی روہر کا نمبر آتا ہے جہاں بے روزگاروں کی تعداد ۰۰۰،۸۸،۲ ہے۔ (اسٹار)

مسئلہ کشمیر اور بین الاقوامی عدالت

لیک سکسس ۲۰ فروری۔ وزیر خارجہ پاکستان آنریبل چوہدری محمد ظفر اللہ خان نے آج یہاں بوسٹن میں ایک جلسے میں تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ پاکستان وادی کشمیر پر قبضہ کے جھگڑے کو بین الاقوامی عدالت میں پیش کرنے کے لئے تیار ہے۔ لیکن ہندوستان اس پر آمادہ نہیں۔ پاکستان کی خواہش ہے کہ جلد سے جلد غیر جانبدارانہ استصواب ہو جائے

فری ٹاؤن میں کرسمس، نوروز اور عید میلاد النبی

(از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب خلیل مشنری انچارج فری ٹاؤن)

فری ٹاؤن مغربی افریقہ میں مذہبی لحاظ سے اوّل درجہ کا شہر سمجھا جاتا ہے۔ یہاں کے قریب قریبہ مسیحی مشن کوئی ۱۵۰ گرجے مشن ہاؤس اور بے شمار سکول ..... ہیں۔ لیکن سارے شہر میں مساجد صرف پانچ اکثر سالہا سال سے زیر تکمیل۔ مسیحیت کا غلبہ۔ دہریت کا زور ہے چند دن ہوئے حضرت یسوع مسیحؑ کی ولادت کا دن بڑی شان سے منایا گیا۔ مسیحی احباب نے رات اور دن خوب دل کھول کر شراب پی۔ ناچ کئے۔ گانے گائے۔ خوشی کی آتشبازی چلائی۔ عجیب مظاہرے کئے۔ مسلم اور غیر مسلم بھی ان کے ہمراہ ہو گئے۔ ہر طرف ٹولیوں کی ٹولیاں شراب خانہ خراب کے نشہ میں چور مخمور گرتے پھرتے دیکھے گئے۔ اس ملک میں شراب گانا۔ ناچ اور زنا دھٹی میں رچے ہوئے ہیں۔ حتی کہ بعض مسیحی اخبارات نے مضمون لکھے۔ کہ کرسمس کا مطلب یہ ہرگز نہیں۔ کہ شراب پی کر عقل سے بے عقل ہو کر مسیح کو بدنام کیا جائے۔ عجیب وغریب حالات دیکھنے میں آئے۔ لوگ کہتے ہیں۔ کہ ہمارے ملک کا کسٹم ہے کس طرح چھوڑ دیں۔ ایسے ہی کل نوروز یکم جنوری کے دن وحشیوں جیسی حالت دیکھی گئی۔ انہی دنوں ہمارے شہر کی ایک مسلم رئیس عورت فوت ہو گئی۔ وہاں بیسیوں بڑے بڑے الفے اکٹھے تھے میں نے خود جا کر افسوس کیا۔ اور لمبی لمبی تسبیحیں پھرتے دیکھے گئے۔ تین گائیں ذبح کی گئیں۔ ۱۰ پونڈ کی گائیں ۱۰۰ روپیہ اور اتنا ہی دوسرا خرچ اب ۴۰ دن تک تو الفوں کے خوب گلچھرے اڑیں گے۔ چالیسویں پر بہت خرچ کرتے ہیں۔ عجیب عجیب کرامات ہیں۔ کوئی نہیں جن کی یہ مانیں۔ بہترین علماء کی تعلیم ہی یہی ہے وہ بیچارے کیا کریں ؎

چوں کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

اللہ تبارک وتعالیٰ کی عجیب شان ہے۔ کہ امسال ہمارے سب سے پیارے محسن عظیم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کا دن بھی بالکل کرسمس اور نوروز کے ساتھ ہی یعنی آج ۳ جنوری ۱۳۶۹ھ شروع سال شمسی ہے۔ اس ملک میں میلاد النبیؐ بھی عجیب طریقہ سے منایا جاتا ہے۔ یعنی پورا ایک ماہ ہو گیا۔ جب سے باقاعدہ تیاری ہو رہی ہے۔ ایک ماہ سے چھوٹے اور بڑے مسلم کو بن محب عربی قریباً ۳۰۰ صفحوں کی مدحیہ اشعار عربی کی کتاب زبانی یاد کرائی جاتی ہے۔ خوب گاتے ہیں۔ پھر یہ کتاب عجیب طور سے پڑھی جاتی ہے مسجدوں۔ سکولوں اور بعض گھروں میں بکثرت لوگ اکٹھے ہو کر ایک دائرہ کی صورت میں شام کو بیٹھ جاتے ہیں بچوں اور عورتوں کا دائرہ علیحدہ ہوتا ہے۔ یہ کتاب ساری رات میں ختم کرنی فرض ہے۔ ہر ایک کا حصہ مقرر کر دیتے ہیں۔ خوب دور لگتا ہے۔ عربی اشعار فی مدح النبی صلعم کے معنی کسی کو بھی نہیں آتے۔ جو ٹھیک اور جلدی نہ پڑھ سکے۔ اس کو دائرہ سے نکال دیتے ہیں۔ اگلے سال تک وہ خوب اچھی طرح سے تیاری کرتا ہے۔ کتاب پڑھنے کا امتحان بھی ہو جاتا ہے۔ بعض تلاوت قرآن کرتے ہیں۔ لیکن بہت ہی کم۔ ان قارئین کرام کی خاطر تواضع خوب کی جاتی ہے۔ ان تین دن میں کہیں بھیڑ۔ کہیں بکری کہیں گائے بیل ذبح کر کے سید الطعام اللحم سب کو خوب کھلایا جاتا ہے۔ بازاروں میں رات کو جوان کالی کالی لڑکیاں اور لڑکے انڈے کی طرح سفید لباس میں ملبوس دو رویہ قطاروں میں اپنے اپنے مرد استادوں کی رہنمائی میں ہر طرف وہی عربی کے مدحیہ اشعار ترانی اور عجیب وغریب سُر اور رنگ و الحت سے پڑھتی دیکھی گئیں۔ ہم نماز عشاء ادا کر کے آ رہے تھے کہ ذرا جلوس کے احترام کی وجہ سے ٹھہر گئے۔ بعض معززین نے شوق سے پوچھنا شروع کر دیا۔ کہ سنائیے جناب آپ کے ملک میں کس طرح میلاد النبی منایا جاتا ہے۔ کوئی دو گھنٹے کھڑے کھڑے گفتگو جاری رہی۔ مکرم صوفی صاحب موصوف جواب دیتے رہے اور وہ حیران و ششدر ہو کر سنتے رہے لوگ ساری رات جاگتے۔ آج دن کو بھی حسب دستور سابق اس کتاب کو ختم کیا جائے گا۔ اور بہت عجیب تماشے کرتے ہیں۔ ملک کے بعض بڑے بڑے دوسرے شہروں میں بھی ایسے ہی کیا جاتا ہے۔ خرچ کیا جائے گا۔ عید الاضحیہ کے موقعہ پر ایسی قربانیوں کی کہیں شکل نہیں دکھائی دیتی اس موقع پر بعض جگہ پر ناچ کر کے اور گا بجا اور ڈھول ڈھمکہ سے بھی اس موقع پر دریغ نہیں کیا جاتا ہے جہالت بہت ہے۔ اللہ تعالیٰ سب کو ہدایت بخشے۔ کل ہی ہمارے شہر کے لبنانی شامیوں نے بھی میموریل ہال میں سیرت کا جلسہ کیا۔ حاضری ۵۰ تھی۔ حالانکہ چند سو شامی دوکاندار اچھے مالدار اور آسودہ حال ہیں۔ ہم دونوں بھی وہاں حاضر تھے۔ جب ان شامی امام نے کرسی پر بیٹھے بیٹھے ہی تلاوت آیات قرآن کریم کی پھر نظم پڑھی پھر دو تین اور شامی اور نوجوان اس کے پاس کرسیوں پر آ بیٹھے اور خوش الحانی سے مختلف نعتیہ عربی کلام پڑھتے رہے۔ امام صاحب نے کچھ عربی لکھی ہوئی تقریر پڑھی۔ بعد ازاں دو تین نوجوانوں نے تقریریں کیں۔ سارا افسوس کیا۔ کہ ہماری آبادی اور آج جلسہ ہذا کی یہ حاضری قابل صد افسوس اور کہا کہ ہم یہود نامسعود سے مقامات مقدسہ لے کر چھوڑیں گے اور اپنا محبوب وطن بھی وغیرہ وغیرہ اصل غرض سیرت کے جلسہ کرنے کی بالکل مفقود ہے۔

حضرت حافظ جمال احمد صاحب رضی اللہ عنہ

(از مکرم سید محمود عالم صاحب آڈیٹر صدر انجمن احمدیہ ربوہ)

حافظ جمال احمدؐ صاحب مرحوم کے متعلق الفضل میں دو روایتیں شائع ہوئی ہیں۔ چونکہ مجھے حافظ جمال احمد صاحب مرحوم سے بہت گہرے تعلقات تھے۔ اور ہم دونوں کا رہنا سہنا ایک جگہ تھا۔ اور تعلیمی لحاظ سے ہم دونوں ہم مکتب تھے۔ اس لئے ان کے متعلق جو مجھے علم ہے۔ وہ درج ذیل کرتا ہوں۔ حافظ صاحب مرحوم پشاور میں اپنے والد صاحب کے ساتھ رہتے تھے۔ حافظ صاحب مرحوم کے والد احمدی تھے۔ اور حضرت مولوی نور الدین رضی اللہ عنہ سے تعلقات رکھتے تھے۔ اس لئے حافظ صاحب مرحوم کو تعلیم کی خاطر حضرت مولوی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھیجا۔ تاکہ تعلیم بھی پائیں اور احمدیت سے بھی مشرف ہوں۔ چنانچہ حافظ صاحب مرحوم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یوم وفات سے صرف ایک دن یا دو دن پہلے لاہور پہنچے۔ پھر جنازہ کے ساتھ قادیان تشریف لائے۔ اور چند دن بعد احمدی ہو گئے۔ چنانچہ حافظ صاحب مرحوم فرمایا کرتے تھے۔ کہ میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت سے مشرف ہوں مگر احمدیت قبول کرنے سے پہلے۔ اب صاحب الرائے ہی فیصلہ کر سکتے ہیں۔ کہ وہ صحابی تھے یا نہیں۔ میں تو انہیں ہمیشہ غیر صحابی ہی سمجھتا رہا۔

قربانیوں کے میدان میں آگے بڑھو

"آج خدا تعالیٰ کی رحمت کے دروازے کھلتے ہیں۔ کل خدا جانے کیا حال ہوگا۔ پس ہمت کرو۔ اور اس عظیم الشان تحریک میں ہمت سے بڑھ کر حصہ لو۔ تا ثواب دارین حاصل کرو۔"

"تحریک جدید مستقل صدقہ کا کام ہے۔ جو لوگ اس میں حصہ لیں گے۔ وہ اس تبلیغ دین کے ذریعہ جو ان کے روپیہ سے ہوتی رہے گی۔ اپنی موت کے ہزاروں سال بعد بھی ثواب حاصل کرتے چلے جائیں گے۔"

"مومن کا قدم پیچھے نہیں ہٹنا چاہیئے۔ جس راستہ پر آپ پندرہ سال تک چلے ہیں۔ اب چار سال باقی کے لئے اس میں کوتاہی کر کے اپنے ثواب کو ضائع نہ کریں اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔"

پس اے مومنو! مثیل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز پر جو اللہ تعالیٰ کی آواز ہے۔ بے انتہا برکت اور سلام بھیجتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے لئے قربانیاں کرو۔ تا اس کے فضلوں اور رحمتوں کے وارث بن جاؤ۔ مگر آپ یہ بھی نوٹ رکھیں۔ کہ دفتر اوّل کے سولہویں سال اور دفتر دوم کے چھٹے سال کے وعدے پیش کرنے کے لئے وعدوں کی آخری میعاد ۲۸ فروری ہے۔ (وکیل المال تحریک جدید ربوہ)

درخواستہائے دُعا

(۱) کچھ عرصہ سے ہمارا خاندان بعض مشکلات میں مبتلا ہے۔ احباب سلسلہ و درویشان قادیان سے درخواست ہے۔ کہ وہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری مشکلات کو دور فرمائے۔ آمین

بشیر احمد رفیق ایف۔ اے اسٹوڈنٹ تعلیم الاسلام کالج لاہور)

(۲) میرا اپریشن خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے کامیاب رہا ہے۔ میں تمام احباب کا شکرگزار ہوں۔ اور خصوصاً محترم ڈاکٹر یعقوب صاحب کا جن کی دعائیں۔ ہمدردیاں اور ہر طرح کی مدد میری تمام بیماری کے دوران میں شامل حال رہیں اور ہیں۔ دعا کریں کہ خدا مجھے اپریشن کی دوسری شکایتوں سے محفوظ رکھے اور اسی اپریشن سے صحت کاملہ عطا فرمائے۔ آمین۔ (خاکسار مبارک احمد بستر ۱۹ وارڈ ٹی۔ بی وارڈ میو ہسپتال لاہور)

روزنامہ الفضل لاہور
۲۱ فروری ۱۹۵۰ء

خیر خواہانِ ملک وملّت کا فرض

پچھلے دنوں "درنجف" نے لکھا تھا کہ پاکستان کے قیام واستحکام کے لئے ضروری ہے۔ کہ مذہبی معاملات پر سنجیدگی سے اور علمی نقطۂ نظر سے بحث مباحثہ ہو۔ ہم نے جہاں اس مشورے کا خیر مقدم کیا تھا۔ وہاں ساتھ ہی یہ بھی عرض کیا تھا کہ خود درنجف نے اس بات کا لحاظ نہیں رکھا اور احمدیت پر اس تلخی اور غیر علمی طریق سے ہی جرح وقدح کی ہے۔ اور ہم دیکھ رہے ہیں کہ آج تک اسی طرز میں یہ کام جاری ہے۔ ہر پرچہ میں احمدیوں کی خوب خبر لی جاتی ہے۔

ہم بارہا عرض کر چکے ہیں کہ احمدیت پر تنقید سے ہمیں خوشی ہوتی ہے۔ کیونکہ اس طرح ہمیں اپنے موقف کو واضح کرنے کا موقع ملتا ہے۔ تلخ انداز سے بھی ہمیں نقصان نہیں ہوتا۔ سوا اس کے کہ ایسے انداز سے عوام کو بے جا طور پر ہیجان میں ڈالا جاتا ہے۔ اور ان کے دل میں احمدیت کے خلاف غلط نفرت کو مستحکم کیا جاتا ہے جس کا نتیجہ اکثر خراب ہوتا ہے۔ جیسا کہ سیالکوٹ کے جلسہ احمدیہ میں اینٹیں پھینکنے کی صورت میں ظاہر ہو چکا ہے۔ بظاہر یہ نقصان ہمیں پہنچایا جاتا ہے۔ لیکن دراصل ایسی باتوں سے سوچنے والے لوگ احمدیت کے اور بھی قریب ہو جاتے ہیں۔ خیر یہ تو اپنی اپنی سمجھ کی بات ہے۔

درنجف میں گزشتہ دو چار اشاعتوں سے حسنین رضی اللہ تعالےٰ عنہما کی توہین کے متعلق مولوی ابراہیم صاحب سیالکوٹی اور دیگر احباب کے مضامین شائع ہو رہے ہیں۔ ہم الفضل میں اس کے متعلق وضاحت کر چکے ہیں۔ اس ضمن میں ہم نے یہ بھی عرض کیا تھا کہ دین میں فضیلت علیحدہ چیز ہے اور اہل بیت کی محبت الگ بات ہے جس طرح مثلاً مولوی ابراہیم صاحب چار یاروں کو دین میں برابر سمجھتے ہیں۔ مگر اہل بیت کی محبت کے لحاظ سے حضرت علی کرم اللہ سے شاید زیادہ محبت رکھتے ہوں گے۔ اس میں ہم سو فیصدی ان کے ساتھ ہیں۔ ساتھ ہی ہم نے یہ بھی عرض کیا تھا کہ شیعہ اصحاب چار یاروں کو کسی طرح برابر کا درجہ نہیں دیتے اور خلافت بلا فصل کے سختی سے قائل ہیں۔

اس سے ہماری غرض حاشا وکلاً یہ نہیں ہے کہ ہم شیعہ اور سنی کا سوال پیدا کریں۔ ہم صرف ایسے سوال کو پاکستان کے لئے نہایت مضر سمجھتے ہیں۔ ہم نے تو بلکہ یہ عرض کیا تھا کہ جو لوگ پاکستان میں مذہبی فرقہ داری کا فتنہ برپا کرنا چاہتے ہیں وہ اور ہیں۔ وہ تو لکھنؤ تک مدح صحابہ کے لئے جاتے رہے ہیں۔ اور اب بھی احمدیوں کے خلاف جو شور وشر کیا جا رہا ہے۔ یہ نیک نیتی سے نہیں کیا جا رہا اور یہ محض دشمنان پاکستان کا کام ہے۔ اس سے پاکستان کے ہوا خواہوں کو علیحدہ رہنا چاہئے اور احمدیت کے اعتقادات پر جو انہیں اعتراضات ہیں وہ علمی طریقے سے بیشک پیش کئے جائیں۔ مگر ایسے لوگوں کے ساتھ مل کر ان کے ارادوں کو تقویت نہیں دینی چاہئیے۔

ہم دیکھ رہے ہیں کہ جہاں ایک طرف تو درنجف بھی پاکستان کے قیام واستحکام کے لئے مذہبی اشتعال انگیزی کو بُرا سمجھتا ہے۔ مگر ساتھ ساتھ احمدیوں کے خلاف اشتعال انگیز مضامین بھی شائع کرتا چلا جاتا ہے۔

سوال یہ ہے کہ احمدیوں کے اختلافی مسائل کے متعلق اس وقت فیصلہ کرنا اگر فساد انگیزی نہیں ہے تو شیعہ سنّی۔ حنفی وہابی۔ وغیرہ کے اختلافی مسائل کے متعلق اس وقت فیصلہ کرنا کیوں فساد انگیزی ہے۔

اگر احمدیوں کے اختلافات کے فیصلہ کا یہی وقت ہے تو دوسروں کے اختلافات کے فیصلہ کو کیوں ٹال دیا جائے۔ سب کا فیصلہ ابھی کیوں نہ کیا جائے۔ اگر فتنہ انگیزی ہے تو وہ بھی ہے اور وہ بھی۔ اگر نہیں ہے تو وہ بھی نہیں اور وہ بھی نہیں۔

شیعوں کے بھی کچھ اعتقاد ہیں جو دوسروں سے مختلف ہیں۔ دیو بندیوں اور بریلویوں کے بھی کچھ اعتقاد ہیں۔ جو سب دوسروں سے مختلف ہیں۔ اگر ہم اختلافات کی پٹاری سے ڈھکنا اٹھائیں گے تو ہمیں جو کچھ پٹاری میں ہے۔ سب کچھ دیکھنا پڑیگا کیا اس وقت یہ بہتر نہیں ہے کہ ہم اس پٹاری کو ڈھکا پڑا رہنے دیں۔ ہم تو صرف یہ عرض کرتے ہیں کہ اگر کفر واسلام کا فیصلہ ہونا ضروری ہے تو سب کا ایک دفعہ کیا جائے۔ تاکہ دنیا دیکھ لے کہ دنیا میں کتنے سچے مسلمان ہیں۔ اور کتنے جھوٹے مسلمان۔ اور اگر پاکستان سے فتنہ اسی طرح سے دور ہو سکتا ہے۔ تو اسی طرح سہی۔ لیکن ہم "درنجف" ہی کے الفاظ میں عرض کرتے ہیں کہ

"حقیقی آزادی کا خاص نشان یہ ہے۔ کہ ملک سے تعصب۔ تنگ نظری اور تنگ خیالی دور ہو اور مذاہب کی جنگ زرگری کو نہایت عقلمندی سے بالتدریج دور کر دینا خیر خواہان ملک وملت کا اولین فرض ہے" (درنجف ۱۵ فروری ۱۹۵۰ء)

اور ساتھ ہی ہم یہ عرض کرتے ہیں کہ خود "درنجف" سب سے زیادہ اس اصول کی خلاف ورزی کر رہا ہے وہ "انگریز حکومت کے کئی خود کاشتہ خاردار پودے" کی تعریض کہہ کر آپ ہی اپنی تردید کرتا ہے۔ اس قسم کی باتیں فضا میں اچھالنا ہمارا کام نہیں ہے۔ ہم ایسے لوگوں کو جو اس قسم کی باتیں کر رہے ہیں۔ خود درنجف کے اصول کے مطابق پاکستان کا سخت ترین دشمن سمجھتے ہیں۔ تعصب تنگ نظری اور تنگ خیالی کا مظاہرہ اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتا ہے۔ کیا اسی کا نام علمی بحث ہے۔ جو لوگ تلاش حق کے لئے علمی بحث کرتے ہیں وہ نہ تو عوام کے جذبات کا نہ رائے عامہ کا سہارا لیتے ہیں اور نہ کسی اور قوت کا۔ وہ صرف تلاش حق کے لئے تلاش حق کرتے ہیں۔

جن باتوں کے ہزار بار جواب دیئے جا چکے ہیں ان کو بار بار پھیر کر ایسے انداز میں بیان کرنا جس سے عوام کے جذبات مشتعل ہوں تلاش حق نہیں ہے۔

ہم اہل بیت کے متعلق اپنا عقیدہ صاف صاف لفظوں میں بیان کر چکے ہیں۔ اب ذرا ذرا سے لفظی ہیر پھیر سے اور عبارتوں کی کتر بیونت کر کے اور بحث کو غلط ملط کر کے عوام کو بھڑکانا کہاں کا انصاف ہے۔ اور کہاں کی پاکستان دوستی ہے؟

ہم "درنجف" کی خدمت میں نہایت ادب سے عرض کرتے ہیں کہ وہ ایسے متعصبانہ۔ تنگ نظرانہ اور تنگ دلانہ طریق کو چھوڑ کر صحیح علمی طریق سے بے شک بحث کرے۔ مگر خدا کے لئے ایسا نہ کرے کہ مذہبی منافرتوں کے بھوت آزاد ہو کر ملک کی فضا کو ایسا خراب کر دیں کہ یہ امن امان کی کا دور دورا ہو جائے۔ جیسا کہ ہم نے اوپر عرض کیا ہے اس وقت مذہبی اختلافات کی پٹاری کا ڈھکنا اٹھانا کسی کے لئے بھی مفید نہیں ہے۔ اگر ایک بار ڈھکنا اٹھا تو اس سے صرف ایک ہی سانپ نہیں نکلے گا۔ جو ایک خاص فرقہ کو ڈسے گا۔ بلکہ یقیناً سب سانپ نکل آئیں گے

احمدیوں کو مذہبی کسی فرقہ سے کوئی سیاسی تفوق کا جھگڑا نہیں ہے۔ ہم پاکستان میں صرف لا اکراہ فی الدین کی حکومت چاہتے ہیں۔ حکام خواہ شیعہ ہوں حنفی یا دیوبندی ہمیں کسی کے خلاف اعتراض نہیں ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ فرقہ دارانہ اختلافات کو سیاست میں نہ گھسیڑا جائے۔ اسی اصول کے مطابق قائداعظم نے پاکستان حاصل کیا ہے۔ اور اسی اصول پر پاکستان کا آئندہ قیام واستحکام مبنی ہے۔ اس وقت پاکستان کے صحیح دوست اور دشمن میں شناخت کرنا ضروری ہے۔ درنجف کے خیال میں شاید اتحاد صرف حنفیوں۔ اہلحدیث اور شیعوں وغیرہ میں ہی ضروری ہے۔ یہ تنگ نظرانہ اور متعصبانہ اتحاد کوئی معنی نہیں رکھتا۔ اتحاد وہی ہے جو قائداعظم نے کیا تھا۔ اگر "درنجف" اس اتحاد کا حامی ہے جو قائداعظم نے کیا تھا تو اس کو اپنی موجودہ روش بدل دینی چاہئیے۔ اور تفرقہ اندازی کا کام انہی کے لئے رہنے دے جو دراصل پاکستان کے خیر خواہ نہیں ہیں۔

اس سے کہیں یہ غلط فہمی نہ ہو کہ ہم احمدیت پر تنقید سے خائف ہیں یا اس کی تردید سے آپ کو روکنا چاہتے ہیں لیکن وقت اور طریق کار کا خیال رکھنا ضروری ہے۔ ورنہ ایک کام جو شاید نیک ہو بدی بن جاتا ہے۔ اور مفید ہونے کی بجائے الٹا نقصان دہ ہو جاتا ہے۔

ہم چار یاروں کی برابر تکریم کرتے ہیں۔ اور اہل بیت سے بھی اسی طرح محبت کرتے ہیں۔ جس طرح دوسرے مسلمان مگر ہم مدح صحابہ میں اس لئے شامل نہ ہوئے کہ یہ دشمنان پاکستان کی چال تھی۔ اسی طرح اب دشمنان پاکستان احمدی اور غیر احمدی کا سوال اٹھا کر فتنہ برپا کرتے ہیں۔ یہاں اختلاف عقائد کا سوال نہیں۔ بلکہ فتنہ کا سوال ہے۔

"میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" (الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

احمدی مجاہدین کے ذریعہ انگلستان میں تبلیغ اسلام

پاکستان آنیوالے مجاہدین کے اعزاز میں اڈریس۔ پاکستان کی ترقی کے موضوع پر تقریر۔ پانچہزار اشتہارات کی تقسیم۔ ایک خاتون کا قبول اسلام

رپورٹ لنڈن مشن بابت ماہ جنوری ۱۹۵۰ء

(از مکرم مقبول احمد صاحب بی۔ اے واقف زندگی مقیم لنڈن)

۱۵ر جنوری بروز اتوار ایک پبلک میٹنگ زیر صدارت چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ امام مسجد لنڈن منعقد ہوئی۔ جس میں خاکسار نے "اسلام میں نبوت" کے موضوع پر تقریر کی۔ نبوت کے لفظی و اصطلاحی معنوں کے بتلانے کے علاوہ یہ بھی بیان کیا کہ بائیبل کی اصطلاح میں نبی کا لفظ جو اکثر جگہ مستعمل ہے قرآن مجید کی اصطلاح کے مطابق نہیں ہے۔ قرآن مجید کے لحاظ سے نبی وہ ہے جس کو کثرت مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ مشتمل بر امور غیبیہ ہو نیز یہ بھی بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ابتداء سے دو قسم کے انبیاء مبعوث کئے جاتے رہے ہیں شرعی اور غیر شرعی۔ پھر شرعی بھی دو قسم کے تھے ایک وہ جن کی شریعت عارضی تھی اور جو خاص قوم اور خاص زمانے کے لئے مبعوث کئے جاتے رہے اور ان کا سلسلہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم تک ممتد تھا۔ مگر رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو دوسری قسم کی شریعت عطا کی گئی جو دائمی اور تمام جہان کے لئے تھی۔ اسی طرح غیر شرعی انبیاء رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے قبل بھی مبعوث ہوئے مگر ان کو درجہ نبوت بوجہ اتباع نہیں ملا۔ لیکن رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد غیر شرعی نبوت اس شرط سے مشروط کر دی گئی کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی کامل پیروی کے نتیجہ میں حاصل ہو سکتی ہے۔ اور یہ کہ آپ کی شریعت کی اتباع کئے بغیر کوئی شخص درجہ نبوت حاصل نہیں کر سکتا جیسا کہ سورہ نساء کی آیت ومن یطع اللّٰہ والرسول سے ظاہر ہے۔ نیز خاتم النبیین والی آیت کے متعلق بتایا کہ سیاق و سباق اور خاتم النبیین کے الفاظ سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم افضل الانبیاء ہیں اور اب کوئی نبی نہیں آ سکتا مگر وہی جو آپ کی کامل پیروی کا دم بھرے اور اس پر آپ کی مہر تصدیق ثبت ہو۔ چنانچہ اس کا زندہ ثبوت اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعے سے پیش کیا گیا۔ جنہوں نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی کامل پیروی کی اور اللہ تعالیٰ نے انہیں درجہ نبوت عطا فرمایا۔

تقریر کے بعد دیر تک سوالات و جوابات کا سلسلہ جاری رہا۔

اس موقعہ پر مولوی غلام احمد صاحب بشیر مبلغ ہالینڈ ہالینڈ سے لنڈن تشریف لائے ہوئے تھے تا یہاں سے واپس پاکستان تشریف لے جائیں گے اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ان کی خدمت میں بھی استقبالیہ ایڈریس پیش کیا گیا۔ مسٹر بلال نٹل نے ایڈریس پیش کیا اور فرمایا کہ ۱۹۴۶ء میں جب نو مبلغین جن میں مولوی غلام احمد بشیر صاحب بھی تھے یہاں تشریف لائے تو اخبارات میں شور پڑ گیا۔ اور ان مبلغین کی آمد کو مسلم حملہ کے الفاظ سے شائع کیا گیا۔ ان دنوں یہاں پر تبلیغی لیکچروں اور تبلیغی فرائض کی سرانجام دہی میں آپ نے بھی خوب حصہ لیا۔ آخر آپ کو یہاں سے حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سوئٹزرلینڈ جانے کا ارشاد ہوا۔ پھر وہاں سے ہالینڈ۔ اسی طرح آپ کو جرمن اور ڈچ زبانوں کے سیکھنے کا موقعہ ملا۔ اب آپ پاکستان تشریف لے جا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس سفر میں آپ کے ساتھ ہو اور حافظ و ناصر ہو۔ نیز ہماری طرف سے آپ ہمارا اسلام اور درخواست دعا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور احباب جماعت تک پہنچا کر مشکور فرمائیں۔

ایڈریس کا جواب دیتے ہوئے مولوی غلام احمد صاحب بشیر نے فرمایا کہ میں دوبارہ تقریباً چار سال کے بعد یہاں آیا ہوں جس سے کہ پرانے دوستوں کو ملنے کا موقعہ ملا۔ اور ان کی ملاقات سے از حد خوش ہوا ہوں اس عزت افزائی پر امام صاحب اور احباب جماعت کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور دعا کے لئے درخواست کرتا ہوں۔

صدارتی ریمارکس میں امام صاحب نے فرمایا کہ گذشتہ موسم گرما میں مجھے ہالینڈ جانے کا اتفاق ہوا اور اس طرح میں مشاہدہ کی بناء پر کہہ سکتا ہوں کہ آپ ہالینڈ مشن میں بہت عمدگی اور کامیابی سے کام کرتے رہے ہیں۔ اس وقت آپ حضرت امیر المومنین کے ارشاد کے مطابق پاکستان اہل و عیال لینے کے لئے جا رہے ہیں جسے معلوم کر کے ہمیں از حد خوشی ہے کیونکہ بیوی کے لئے اصل مقام خاوند کے ساتھ رہنے کا ہے نہ کہ ساتھ ہزار میل دور۔ قرآن مجید میں خاوند اور بیوی کو ایک دوسرے کے لئے بطور لباس قرار دیا گیا ہے۔ کوئی شخص اپنے لباس کو الگ نہیں رکھ سکتا۔ بیوی اپنی محبت اور سنجیدگی کی وجہ سے خاوند کے لئے تسکین و اطمینان کا موجب ہوتی ہے اور اس طرح مبلغ کے بھاری کام کو ہلکا کرنے کا باعث ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ خاوند کے ساتھ تبلیغی سرگرمیوں میں بھی حصہ لیتی ہے تاہم جماعت کی مالی حالت اور بیرونی ممالک کے حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمارا مذہب اور ایمان ہم سے قربانی کا مطالبہ کرتا ہے۔ جس میں کہ اہل و عیال بھی اسی طرح شریک ہیں جس طرح کہ مبلغین۔ قربانی کا اصول ہے کہ ہر چھوٹی چیز بڑی چیز پر قربان کی جاتی ہے۔ مذہب ہمارا سب سے بیش قیمت سرمایہ ہے اور اس کی خاطر گھر اور وطن سے جدائی برداشت کرنے پر آمادگی ایمان کا تقاضا ہے۔

گذشتہ پبلک میٹنگ میں جب مولوی غلام احمد صاحب بشیر کی خدمت میں استقبالیہ ایڈریس پیش کیا گیا ہمیں یہ علم نہ تھا کہ انہیں ایک دفعہ پھر ہمیں الوداعی پارٹی دینے کا موقعہ ملے گا۔ مولوی محمد اسحٰق صاحب ساقی اور مولوی غلام رسول صاحب کے متعلق بھی مرکز سے واپسی کی ہدایات موصول ہو چکی تھیں۔ خوش قسمتی سے تینوں کے لئے ایک بلجین جہاز میں جگہ مل گئی۔ چنانچہ یہ بحری جہاز ۳۱ جنوری کو بلجیم کی بندرگاہ سے روانہ ہونا تھا۔ اس لئے ۲۹ جنوری کو تینوں مبلغین کے اعزاز میں تمام جماعت کی طرف سے الوداعی پارٹی دی گئی اور احباب بکثرت شامل ہوئے۔ جلسہ کے صدر عبد العزیز دین صاحب تھے۔ کیونکہ امام صاحب بوجہ علالت تشریف نہ لا سکے۔ مسٹر عثمان سسٹی اور ڈاکٹر عمر سلیمان نے مبلغین کی خدمت میں ایڈریس پیش کئے جن میں کہ ان کی خدمات کو سراہا اور درخواست کی کہ ہماری طرف سے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ اور احباب جماعت کی خدمت میں السلام علیکم اور درخواست دعا پہنچا کر مشکور فرمائیں بعد ازاں تینوں مبلغین نے باری باری احباب جماعت کا شکریہ ادا فرمایا اور آئندہ بیش از بیش خدمات دین بجا لانے کی دعا کیلئے درخواست کی۔

آخر میں صاحب صدر عبد العزیز دین صاحب نے فرمایا کہ ہمیں خوشی ہے کہ ہمارے یہ دوست تقریباً چار سال یورپین ممالک میں خدمات سرانجام دینے کے بعد واپس جا رہے ہیں۔ آج سے قریباً ساٹھ سال قبل حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جب اشاعت اسلام کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہونے کا دعویٰ فرمایا تو تمام لوگ آپ کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے اور سخت مخالفت کی گئی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے خوشخبری دی کہ یہ جماعت تمام اکناف عالم میں پھیل کر رہے گی۔ آج ہم اس پیشگوئی کو پورا ہوتے دیکھ رہے ہیں۔ لیکن ہمیں ابھی بہت کچھ کرنا ہے۔ ابھی بہت بڑا کام ہمارے پیش نظر ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو عمدہ طور پر خدمات بجا لانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

ہائیڈ پارک

ہر ہفتہ ہائیڈ پارک جانے کے پروگرام پر عمل ہوتا رہا۔ عبد العزیز دین صاحب سیکرٹری تبلیغ۔ قریشی صلاح الدین صاحب۔ مولوی محمد اسحٰق صاحب ساقی اور خاکسار وہاں جا کر تقاریر کرتے رہے۔ تقاریر کے بعد سوالات و جوابات کا سلسلہ جاری رہتا رہا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ لوگوں کو ہدایت قبول کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

سربٹن راؤنڈ ٹیبل کلب

یہ کلب روٹیری کلب کے مقابلہ میں چالیس سال تک کی عمر کے نوجوانوں کی کلب ہے۔ جس میں مختلف شعبہ ہائے تجارت کے ڈائرکٹرز یا ایگزیکٹو ممبرز شامل ہو سکتے ہیں۔ اس کلب کی طرف سے امام صاحب کو پاکستان کے موضوع پر تقریر کرنے کے لئے مدعو کیا گیا۔ آپ نے تقریر میں ۱۹۴۷ء کے آزادی دیئے جانے کے وقت کے خونی واقعات کا ذکر فرمایا اور بیان کیا کہ کس طرح پاکستان ان مشکلات کے باوجود ترقی کے قدم پر گامزن ہے۔ مسئلہ کشمیر کے ذکر کے دوران میں کشمیر کی اہمیت عیسائی دنیا کیلئے مذہبی طور پر بیان کی اور بتایا کہ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قبر محلہ خانیار سری نگر میں دریافت فرمائی اور آپ کے واقعہ صلیب سے زندہ رہا ہونے کے ثبوت بہم پہنچائے۔ تقریر کے بعد سوالات و جوابات کا سلسلہ جاری رہا۔

انٹرنیشنل فرینڈشپ لیگ

خاکسار مقبول احمد نے ۱۹ جنوری کو انٹرنیشنل فرینڈ شپ لیگ ہمیر سمتھ میں Peace and ... [illegible]

پر تقریباً ۴۵ منٹ تقریر کی۔ جس میں بتلایا کہ اسلام نے انفرادی امن۔ گھریلو اور سوشل امن کے قیام کے لئے کیا کیا قوانین اور اصول بیان کئے ہیں۔ اور اس کے علاوہ امن عالم کے لئے ایک ایسا لائحہ عمل تجویز فرمایا ہے کہ دنیا میں اگر امن قائم ہو سکتا ہے تو انہی اصول پر ہو سکتا ہے۔ ورنہ امن کا قیام ناممکن ہے۔ تقریر کے بعد پون گھنٹہ سوالات و جوابات کا سلسلہ جاری رہا۔

لجنہ اماءاللہ

۸ر جنوری کو لجنہ اماءاللہ کی میٹنگ مسز کلثوم باجوہ اہلیہ امام صاحب کے ہاں منعقد ہوئی جس میں مسز باجوہ نے "عورت کی حیثیت اسلام میں" پر تقریر فرمائی۔ آپ کے بعد اہلیہ ڈاکٹر محمد اسحاق صاحب سیکرٹری تعلیم نے اپنی تقریر میں درخواست کی کہ سب کو نماز عربی زبان میں زبانی یاد کرنی چاہئیے اس کے علاوہ دیگر اہم امور پر غور کیا گیا۔ نیز یہ پاس کیا گیا کہ ہماری لجنہ کا الحاق مرکزی لجنہ اماءاللہ سے ہو۔ اور یہ کہ یہاں کی تمام انگریز بہنیں اس کی ممبر بنیں اور اس مقصد کو پورا کرنے کی کوشش فرمائیں جس کے لئے کہ اس کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔

تقسیم اشتہارات

ماہ جنوری میں پانچ ہزار کے قریب مختلف مقامات پر جا کر اشتہارات تقسیم کئے گئے اور اس طرح لوگوں تک اسلام کا نام پہنچایا جا رہا ہے۔

مختلف سوسائٹیوں کے جلسوں میں شمولیت

ماہ جنوری میں آٹھ سوسائٹیوں کی مجالس میں شرکت اختیار کی گئی اور اس طرح نہ صرف یہ کہ معلومات میں اضافہ کیا گیا بلکہ واقفیت بڑھائی گئی۔ ڈسکشن میں حصہ لیا جاتا رہا۔ چنانچہ سوسائٹی فار دی سٹڈی آف ریلیجنز میں ریورنڈ جان مرے کی "اشتراکیت اور کیتھولسزم" کے موضوع پر تقریر تھی۔ اس نے دوران تقریر میں کہا کہ مشرقی یورپ میں مذہبی آزادی نام کو بھی نہیں رہی۔ اس کی تقریر کے بعد ڈسکشن کے دوران میں امام صاحب نے بیان کیا کہ اس وقت یورپ میں صرف ایک ملک ہے جس میں خالصۃً کیتھولک کی حکومت تصور کی جاتی ہے اور وہ سپین ہے۔ وہ لوگ جو مشرقی یورپ اور روس پر معترض ہیں کہ مذہبی آزادی سلب کر لی گئی ہے کیا ان کا فرض نہیں ہے کہ وہ کیتھولک ہی سپین میں مذہبی آزادی کے قیام کی کوشش کریں۔ اس پر مقرر نے کہا کہ سپین کے خلاف بہت کچھ کہا جاتا ہے مگر اس کو ذاتی طور پر حقیقت کا علم نہیں۔ اگر اس کو بتایا جائے تو وہ ممنون ہوگا۔

امام صاحب نے اس کے جواب میں بتایا کہ سپین میں ہمارا مشن ہے اور وہاں کے مبلغ انچارج خود یہاں تشریف لائے تھے اور ان سے سارے حالات سننے کا اتفاق ہوا۔ یہ حقیقت ہے کہ وہاں نہ وہ میٹنگ بلا سکتے ہیں اور نہ پمفلٹ شائع کر سکتے ہیں۔ اور ایک دفعہ پولیس نے ان کو سخت تنگ کیا تھا۔

اس ڈسکشن کے دوران میں امام صاحب نے مکرر یہ پوچھا کہ آپ اشتراکیت پر نکتہ چینی کرتے ہیں مگر کیا آپ کے پاس عیسائیت کا پیش کردہ کوئی اقتصادی نظام بھی ہے جس کو اشتراکیت کے مقابلہ میں پیش کیا جا سکے۔ مقرر نے کہا کہ عیسائیت کوئی اقتصادی نظام پیش نہیں کرتی وہ لوگوں پر چھوڑتی ہے۔ اس پر امام صاحب نے کہا کہ مذاہب عالم میں سے صرف اسلام ہے جو کہ ایک اقتصادی نظام پیش کرتا ہے۔ کیا ان لوگوں کا جو لامذہب اشتراکیوں کے خلاف جد و جہد میں مصروف ہیں یہ فرض نہیں کہ وہ اس مذہب کے پیش کردہ نظام کا مطالعہ کریں اور خود اس کی فضیلت کو محسوس کرتے ہوئے اشتراکیوں کے سامنے پیش کر سکیں۔

اسی طرح Pimms Friendship Group نامی سوسائٹی میں خاکسار اور مولوی غلام احمد صاحب بشیر (مبلغ ہالینڈ) شریک ہوئے۔ مقرر نے "جسمانی اور روحانی سائنس" کے مضمون پر تقریر کی۔ تقریر کے بعد خاکسار نے اور مولوی غلام احمد صاحب بشیر نے روح اور جسم کے متعلق سوالات کئے۔ اور پھر اسلامی نکتہ نگاہ پیش کیا۔ ڈسکشن کے بعد پریذیڈنٹ صاحب کی خواہش کے مطابق خاکسار نے قرآن مجید کی دعائیں پڑھیں اور پھر ان کا ترجمہ انگریزی میں کیا۔ اس کے نتیجہ میں پریذیڈنٹ نے آئندہ اجلاس میں جو کہ ۲۷ فروری ہوگا خاکسار کو اسلام پر لیکچر دینے کے لئے کہا۔ جسے خاکسار نے بخوشی قبول کیا۔ تمام احباب سے درخواست ہے کہ وہ اس لیکچر کے مفید ہونے کے لئے دعا فرمائیں۔

اسی طرح "Henry College" کی دو میٹنگوں میں شامل ہوئے جہاں کہ لنڈن یونیورسٹی کی طرف سے Theology پر لیکچر تھے۔ ان جلسوں میں تمام علمی طبقے کے لوگ شامل ہوئے۔ اس لئے اس سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہم نے جلسہ کے بعد ان لوگوں میں اشتہارات تقسیم کئے۔

تعلیم

احباب جماعت میں سے جو لوگ تعلیم کے حصول کے لئے وقت نکال سکتے ہیں ان کو عربی اور قرآن مجید پڑھانے کا انتظام ہے۔ چنانچہ ماہ جنوری میں مسٹر عارف نعیم نے قرآن مجید کے دو رکوعوں کا ترجمہ کیا۔ بچوں کو تعلیم دینے کے لئے ہفتہ میں دو دفعہ ہفتہ اور اتوار کے دن ایک کلاس کا اجراء کیا گیا ہے۔ چنانچہ دو دفعہ ہفتہ میں حاضر ہونے والے بچوں کو سبق دیئے جاتے رہے۔ انہیں یسرنا القرآن اور نماز پڑھائی جاتی رہی۔

اجلاس مجلس منتظمہ

مجلس منتظمہ کا اجلاس ۱۴ر جنوری کو منعقد ہوا جس میں بجٹ کے متعلق غور و فکر کیا گیا۔ چنانچہ ۵۱-۱۹۵۰ء کے متعلق آمد و اخراجات کا بجٹ تیار کیا گیا۔

دی نالج

اکتوبر ۱۹۴۹ء سے ہم نے یہ ماہانہ رسالہ جاری کیا ہے۔ تاکہ احباب جماعت کے دینی علم میں اضافہ ہو اور انہیں ہماری تبلیغی کارروائی کا بھی علم ہوتا رہے چنانچہ ماہ جنوری کا بھی رسالہ شائع کیا گیا۔

بیعت

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس ماہ مسز ای سیس بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئیں۔ اس سے قبل مسٹر سیس کئی سالوں سے ہمارے نومسلم احمدی ہیں۔ مگر اب تک ان کی اہلیہ صاحبہ نے اسلام قبول نہ کیا تھا اب وہ بھی بیعت کر کے سلسلہ میں داخل ہو گئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ میاں بیوی دونوں کو نیک نمونہ بننے کی توفیق عطا فرمائے اور ان کی اولاد کو خادم دین بنائے۔ لنڈن مشن کی ماہ جنوری کی کارروائی کے ذکر کے آخر میں تمام احباب کی خدمت میں درخواست ہے کہ وہ اپنی دعاؤں میں ہمیں یاد رکھیں اور دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اسلام کی عظمت اور شوکت کے دن جلد لائے۔ آمین۔

قرآن کریم کے معارف

اے بے خبر بخدمت قرآن کمر بہ بند ٭ زاں پیشتر کہ بانگ برآید فلاں نماند

قرآن کریم میں ہے لَا یَمَسُّہٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ کہ قرآن کریم کے حقائق و معارف پر اطلاع صرف انہیں لوگوں کو ہوتی ہے جو خدا کے ہاتھ سے پاک اور صاف کئے جاتے ہیں۔ درحقیقت ان کا علم کسبی نہیں ہوتا بلکہ خدا ان کو سکھاتا ہے۔ اس لئے ان کا علم علم لدنی کہلاتا ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے علم لدنی عطا فرمایا۔ اور آپؑ نے قرآن کریم کے حقائق و معارف کا دریا بہا دیا۔ مکرم جناب شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی کبیر۔ الہ دین بلڈنگس سکندر آباد دکن کو خدا نے قرآن کریم کی خدمت کا موقعہ عطا فرمایا ہے۔ انہوں نے اس سلسلہ میں کئی کتب تحریر فرمائی ہیں۔ (۱) قرآنی دعاؤں کے اسرار (۲) البیان فی اسلوب القرآن (۳) اسماء القرآن فی القرآن اور (۴) اعجاز القرآن مایثبت بالقرآن چار نسخے ہماری نظر سے گذرے ہیں یہ بہت قابل قدر خدمت ہے۔ ان کتابوں کا مأخذ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا علم کلام اور مصنف کا تجربہ ہے جو حضرت کی پاک صحبت میں آپ کو حاصل ہوا ہے۔

اس مختصر نوٹ کے ذریعہ میں جماعتوں کے علم دوست طبقہ کو تحریک کرتا ہوں کہ وہ ان کتب کو منگوا کر مستفید ہوں۔ اگر ہر انجمن ایک ایک کاپی خرید لے تو اس طرح مکرم جناب شیخ صاحب موصوف کی معاونت کے ساتھ خدمت قرآن کا ذریعہ میں ہاتھ بٹانے والے ٹھہریں گے۔ ناظر تعلیم و تربیت ربوہ

زہد و عبادت کی جیتی جاگتی تصویر

بابا اللہ دتا صاحب درویش مرحوم کے متعلق قادیان سے اطلاع

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے)

بابا اللہ دتا صاحب مرحوم سکنہ دوالمیال درویش قادیان کی وفات کی اطلاع الفضل میں چھپ چکی ہے۔ اب ان کے متعلق قادیان سے یہ خبر پہنچی ہے جو اذکروا موتاکم بالخیر کے حکم کے ماتحت شائع کر رہا ہوں کہ بابا اللہ دتا صاحب مرحوم نہایت نیک اور مخلص اور عبادت گزار بزرگ تھے اور اس کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی بھی تھے۔ ان کے متعلق امیر صاحب قادیان کے الفاظ یہ ہیں کہ:-

"مرحوم اخلاص اور زہد و عبادت کی ایک جیتی جاگتی تصویر تھے"

انہوں نے نہایت صبر و رضا اور محبت کے ساتھ قادیان میں درویشی زندگی گذاری اور اپنے عہد کو ہر جہت سے پورا کر دکھایا۔ وہ زیادہ تر مقبرہ بہشتی میں رہتے تھے اور وہاں کی حفاظت اور خدمت میں خاص انہماک رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی روح کو اپنی رحمت کے سایہ میں جگہ دے اور ان کے عزیزوں اور رشتہ داروں کا حافظ و ناصر ہو۔ آمین

(خاکسار مرزا بشیر احمد رتن باغ لاہور)

درخواست دعا

برادرم میاں محمد عباد اللہ صاحب درویش مدینۃ المسیح کا اکلوتا بیٹا گوجرانوالہ میں بیمار ہے۔ اس سے پیشتر ان کی بچی ان کے قیام قادیان کے دوران میں فوت ہو چکی ہے احباب سے دردمندانہ دعا کی درخواست ہے۔

(جمعدار محمد افضل خاں سیالکوٹ)

سنت و حدیث کے متعلق ہمارا مسلک

(از مکرم خورشید احمد صاحب شاد)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کشتی نوح میں فرماتے ہیں:۔

"قرآن خدا کا کلام ہے۔ اور سنت رسول اللہ کا فعل۔ اور حدیث سنت کے لئے ایک تائیدی گواہ ہے......... سنت سے وہ راہ مراد ہے جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عملی طور پر صحابہؓ کو ڈال دیا تھا۔ سنت ان باتوں کا نام نہیں جو سو ڈیڑھ سو سال بعد کتابوں میں لکھی گئیں۔ بلکہ ان باتوں کا نام حدیث ہے۔ اور سنت اس عملی نمونہ کا نام ہے۔ جو نیک مسلمانوں کی عملی حالت میں ابتداء سے چلا آیا ہے۔ جس پر ہزارہا مسلمانوں کو لگایا گیا۔ ہاں حدیث بھی اگرچہ اکثر حصہ اس کا ظن کے مرتبہ پر ہے۔ مگر بشرط عدم تعارض قرآن و سنت تمسک کے لائق ہے۔ اور مؤید قرآن و سنت ہے۔ اور بہت سے اسلامی مسائل کا ذخیرہ اس کے اندر موجود ہے.. پس حدیث کی قدر نہ کرنا گویا ایک عضو اسلام کا کاٹ دینا ہے۔ ہاں اگر ایک ایسی حدیث ہو۔ جو قرآن اور سنت کے نقیض ہو۔ اور ایسی حدیث کی نقیض ہو۔ جو قرآن کے مطابق ہے۔ یا مثلاً ایک ایسی حدیث موجود ہو۔ جو صحیح بخاری کے مخالف ہے۔ تو وہ حدیث قبول کے لائق نہ ہوگی۔ کیونکہ ان کے قبول کرنے سے قرآن کو اور ان تمام احادیث کو جو قرآن کے موافق ہیں۔ رد کرنا پڑتا ہے......... ہے۔ مگر قرآن سے مطابقت رکھتی ہے۔ تو اس حدیث کو قبول کر لو۔ کیونکہ قرآن اس کا مصدق ہے اور اگر کوئی ایسی حدیث ہے۔ جو کسی پیشگوئی پر مشتمل ہے۔ مگر محدثین کے نزدیک وہ ضعیف ہے۔ اور تمہارے زمانہ میں یا پہلے اس سے اس حدیث کی پیشگوئی سچی نکلی ہے۔ تو اس حدیث کو سچا سمجھو۔"

حدیث کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بیان فرمودہ اصل ہی حدیث کا صحیح مقام ہے۔ لیکن افسوس ہے۔ علماء سلف میں سے اکثر نے مرتبہ حدیث میں اسقدر افراط سے کام لیا۔ کہ اسے سنت یعنی افعال نبوی سے بھی مقدم قرار دیا۔ ان کے نزدیک فعل اور قول نبوی میں اگر تعارض ہو۔ تو فعل کو خصوصیت پر محمول کرتے ہوئے حدیث کا حکم مانا جائے گا۔ بلکہ بعض نے تو اس قدر غلو سے کام لیا۔ کہ اسے قرآن مجید پر قاضی قرار دیا۔ جیسا کہ علامہ خطیب بغدادی کتاب الکفایہ صلا میں روایت کرتے ہیں۔

عن مکحول قال القرآن أحوج الی السنة من السنة الی القرآن قال وقال یحیی بن ابی کثیر السنة قاضیة علی الکتاب لیس الکتاب قاضیا علی السنة۔"

مکحول فرماتے ہیں۔ کہ قرآن سنت کا زیادہ محتاج ہے۔ بہ نسبت اس کے کہ سنت قرآن کی محتاج ہو۔ (سنت و حدیث میں ان علماء کے نزدیک کوئی فرق نہیں۔ سنت سے ان کی مراد حدیث ہی ہے) مکحول کہتے ہیں۔ کہ یحیی بن ابی کثیر نے فرمایا۔ کہ حدیث کتاب اللہ پر قاضی ہے۔ لیکن کتاب اللہ حدیث پر قاضی نہیں۔

ہمیں ان علماء کے اس ارشاد سے سراسر اختلاف ہے۔ اور ہم ان کے جواب میں حضرت امام احمد بن حنبلؒ کا وہ قول دہراتے ہیں۔ جو انہوں نے اس قسم کے فتاوی کے جواب میں فرمایا۔ کہ

"ما اجسر علی ھذا ان اقوله ولکن السنة تفسر الکتاب وتعرف الکتاب وتبینه۔" (کتاب الکفایہ صفحہ ۱۵)

میں ایسا کہنے کی ہرگز جسارت نہیں کر سکتا۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ حدیث کتاب اللہ کی تفسیر و تشریح کرتی ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ کہ وہ چیز جس کا وجود بعد میں ہوا۔ قرآن کریم پر قاضی قرار دی جائے۔ جس وقت قرآن و سنت مسلمانوں کی ہدایت کر رہے تھے۔ اس وقت اس قاضی کا کوئی نام و نشان نہ تھا۔ پس درست یہی ہے کہ احادیث میں سے وہی قابل قبول ہوں گی۔ جو قرآن کریم اور سنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف نہیں۔ چنانچہ ہمارے مسلک کی تائید علامہ خطیب بغدادی کے اس قول سے بھی ہوتی ہے۔

"وقد یستدل ایضاً علی صحته بان یکون خبرا عن امر اقتضاہ نص القرآن او السنة المتواترة او اجتمعت الامة علی تصدیقه او تلقته الکافة بالقبول وعملت بموجبه لاجله"

(کتاب الکفایة باب الکلام فی الاخبار وتقسیمها)

کہ حدیث صحیح وہ ہے۔ جو نص قرآن اور سنت متواترہ کے مطابق ہو۔ یا امت نے بالاجماع اسکی تصدیق کی ہو۔ یا تمام لوگوں نے اس کو قبول کر کے اس کے مطابق عمل کیا ہو۔ خبر فاسد کے متعلق بھی خطیب بغدادی یہی اصول بیان فرماتے ہیں۔

"او یکون مما یدفعه نص القرآن او السنة المتواترة او اجتمعت الامة علی ردہ" (الکتاب الکفایہ)

یعنی جو حدیث نص قرآن یا سنت متواترہ یا اجماع امت کے خلاف ہو۔ وہ قابل رد ہوگی۔ اس کی وجہ یہی ہے۔ کہ سنت یعنی فعل رسول اللہ صلے اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں فساد کے وہ احتمالات نہیں۔ جو احادیث میں ہیں۔ کیونکہ (۱) بہت کم احادیث ایسی ہیں جو ہو بہو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے الفاظ میں بیان کی گئی ہیں۔ اکثر بلکہ قریباً سارى روایات بالمعنی ہیں چنانچہ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے۔

"عن عبد الله بن مسعود قال سأل رجل النبی صلی الله علیه وسلم فقال یا رسول الله انك تحدثنا حدیثا لا نقدر ان نسوقه کما نسمعه فقال اذا اصاب احدکم المعنی فلیحدث" (کتاب الکفایہ صفحہ ۲)

کہ کسی شخص نے حضور صلعم کی خدمت میں عرض کی یا رسول اللہ آپ ہمیں اپنے کلمات طیبات سے مستفیض فرماتے ہیں۔ لیکن ہم انہیں ان الفاظ میں بیان نہیں کر سکتے۔ جن میں کہ ہم حضور سے سنتے ہیں۔

حضور نے فرمایا۔ اگر تم میں سے کسی کو ان الفاظ کا مفہوم اچھی طرح یاد ہو۔ تو اپنے الفاظ میں اس کو بیان کر دے۔

ظاہر ہے۔ کہ روایت بالمعنی کی صورت میں معنی کے بدل جانے کا خطرہ یقینی ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے معاً بعد جب لوگوں کے معاملات میں ترقی ہونے لگی۔ اور شارع کا وجود ان کے درمیان نہ رہا۔ تو احادیث کثرت سے بیان کی جانے لگیں۔ جو سب کی سب روایت بالمعنی تھیں۔ حضرت ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ نے اس نقص کو بہت جلد بھانپ لیا۔ اور اسکی روک تھام میں پوری کوشش شروع کر دی۔ اور روایات احادیث پر اس قسم کی قیود لگا دیں۔ جن سے روایات بالمعنی کی صورت میں بھی مفہوم و مضمون وہی ہو۔ جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اصل مراد تھی۔ چنانچہ تذکرۃ الحفاظ میں حضرت ابوبکرؓ کے حالات میں لکھا ہے:۔

"ان الصدیق جمع الناس بعد وفات نبیهم فقال انکم تحدثون عن رسول الله صلی الله علیه وسلم احادیث تختلفون فیها والناس بعدکم اشد اختلافاً فلا تحدثوا عن رسول الله صلی الله علیه وسلم فمن سألکم فقولوا بیننا و بینکم کتاب الله فاستحلوا حلاله و حرموا حرامه۔"

حضرت ابوبکرؓ نے حضور صلعم کی وفات کے بعد لوگوں کو جمع کر کے فرمایا۔ تم حضور صلعم کی احادیث بیان کرتے ہو۔ جو آپس میں مختلف ہوتی ہیں۔ جب تمہارے بیان کرنے میں اختلاف کا یہ حال ہے۔ تو تمہارے بعد میں آنے والے تو بہت زیادہ اختلاف کریں گے۔ اس لئے بہتر یہی ہے کہ تم حضور کی احادیث ... بیان ہی نہ کرو۔ اگر کوئی تم سے ایسی درخواست بھی کرے۔ تو اسے کہہ دو کہ خدا کی کتاب موجود ہے۔ جو کچھ اس نے حلال قرار دیا۔ اسے حلال سمجھو۔ اور جسے اس نے حرام کہا ہے۔ اسے حرام خیال کرو۔

اب حضرت ابوبکرؓ کا مقصد صرف یہی تھا۔ کہ احادیث کے بیان کرنے میں پوری احتیاط کی جائے۔ اور الفاظ نبویؐ کو پوری طرح ملحوظ رکھا جائے۔ تاکہ اختلاف پیدا نہ ہو۔ ورنہ وہ خود روایات احادیث کے خلاف نہ تھے۔ جیسا کہ تذکرۃ الحفاظ سے ثابت ہے۔

"روی بن شهاب عن قبیصة بن ذؤیب ان الجدة جاءت الی ابی بکر تلتمس ان تورث فقال ما اجد لك فی کتاب الله شیئاً وما علمت ان رسول الله صلی الله علیه وسلم ذکر لك شیئا ثم سأل الناس فقام المغیرة فقال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یعطیها السدس فقال له هل معك احد فشهد محمد بن مسلمة بمثل ذالك فانفذہ لها ابوبکر۔"

ابن شہاب زہری قبیصہ بن ذویبؓ سے روایت کرتے ہیں کہ (ایک فوت ہونے والے کی دادی) حضرت ابوبکرؓ کے پاس اپنے پوتہ کی میراث طلب کرنے کے لئے آئی۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا۔ کہ قرآن کریم میں سے تو تیرے لئے کچھ ثابت نہیں ہوتا۔ اور مجھے یہ بھی معلوم نہیں۔ کہ حضور صلعم نے تیرے حصہ کے متعلق کچھ فرمایا ہو۔ بعد ازاں حضرت ابوبکرؓ نے صحابہؓ سے اس بارہ میں دریافت کیا۔ مغیرہؓ نے کہا۔ کہ میں نے حضور صلعم کو اس کے لئے ۱/۶ حصہ بیان فرماتے ہوئے سنا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا۔ کہ کیا کوئی اور شخص بھی اسکی گواہی دے سکتا ہے۔ تو محمد بن مسلمہ نے اس کی تائید کی۔ چنانچہ اس کے بعد ابوبکرؓ نے دادی کو پوتے کی میراث میں سے حصہ دیدیا۔

یہاں حضرت ابوبکرؓ احادیث نبویؐ کے متعلق خود تحقیق کر کے فیصلہ اس کے مطابق صادر کرتے ہیں۔ خبر احد میں جو وہم و نسیان کا خطرہ باقی رہتا تھا۔ دوسرے کی تائیدی گواہی سے اس کو دور کر دیا۔ حضرت عمرؓ بھی روایات احادیث میں پوری احتیاط کرتے چنانچہ علامہ بلاذری "انساب الاشراف" میں روایت کرتے ہیں۔ کہ لوگوں نے حضرت عمرؓ سے کوئی مسئلہ دریافت کیا۔ تو انہوں نے فرمایا:۔

"لولا انی اکرہ ان ازید فی الحدیث او انقص لحدثتکم به" (بحوالہ الفاروق شبلی)

اگر مجھے یہ خوف نہ ہوتا۔ کہ حدیث کے بیان کرنے میں مجھ سے کمی بیشی ہو جائیگی۔ تو میں حدیث بیان کر دیتا۔ اسی خوف کے مدنظر آپ ہر حدیث بیان کرنے والے سے گواہی طلب کرتے۔

"هشام عن ابیه المغیرة ابن شعبة ان عمر ... استشارهم فی املاص مرأة یعنی السقط فقال له المغیرة قضی فیه رسول الله صلی الله علیه وسلم بغرة فقال له عمر ان کنت صادقاً فأت احداً یعلم ذالك قال فاشهد محمد بن مسلمة ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قضی به۔" (تذکرۃ الحفاظ)

ہشام اپنے باپ مغیرہ بن شعبہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت عمرؓ نے صحابہؓ سے عورت کے اسقاط حمل کے متعلق مشورہ کیا۔ حضرت مغیرہؓ نے کہا۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حمل گرا...

والے کو ایک غلام دینے کی سزا دی ہے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ اگر یہ بات درست ہے تو گواہ پیش کریں۔ چنانچہ محمد بن مسلمہ نے اس روایت کی تصدیق کی۔

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے متعلق لکھا ہے۔

"کان ممن یتحری فی الاداء ویشدد فی الروایة ویزجر تلامذته عن التهاون فی ضبط الالفاظ" (تذکرة الحفاظ)

آپ روایت حدیث میں پوری تحقیق کرتے اور سختی سے کام لیتے تھے۔ اپنے شاگردوں کو ڈانٹتے رہتے کہ الفاظ حدیث کے ضبط کرنے میں لاپرواہی سے کام نہ لیں۔ ظاہر ہے کہ ان حضرات کی احتیاط صرف ان الفاظ کو محفوظ کرنے کے لئے تھی جو حضور کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں۔ تاکہ ان کے روایت کرنے میں غلطی نہ ہو یا غلط الفاظ حضور کی طرف منسوب نہ کر دیئے جائیں۔ اور جو کچھ حضور نے فرمایا ہے اس کے الفاظ اگر نہیں تو مفہوم و معنی لوگوں تک وہی پہنچے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اصل مراد تھی۔ افعال نبوی میں انہیں کسی قسم کے ردوبدل کا خطرہ نہ تھا حضور نے انہیں اپنی زندگی میں ہی ایک راستہ پر ڈال دیا تھا۔ وہ خود اور تمام صحابہ پہلے سے ہی ان پر کاربند تھے۔ جس طرح حضور نے نمازیں پڑھیں، اس طرح وہ پڑھتے۔ جس طرح حضور نے روزے رکھے، رسوم حج ادا کیں۔ اسی طرح انہوں نے علی ہذا تمام دینی عبادات و معاملات میں وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے نمونہ کے مطابق حضور کی زندگی میں ہی عمل کرتے رہے۔ اس لئے اس میں کسی قسم کے تغیر و تبدل کا احتمال نہ تھا۔ سنت یعنی فعل رسول کا وجود قرآن مجید کے نزول کے ساتھ ساتھ حدیث کے وجود سے بہت پہلے موجود تھا۔ ان حالات میں کوئی وجہ نہیں کہ اقوال رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت افعال رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اصح و ارجح و احدی ہونے کا حکم نہ لگایا جائے۔

(باقی)

(خورشید احمد شاد پروفیسر جامعة المبشرین)

اعلان اخراج از جماعت و مقاطعہ!

آغا عبد الرحیم صاحب حال ساکن ۲۳ الف بلاک ماڈل ٹاؤن لاہور کے خلاف عبد الحفیظ صاحب رفوگر قالین ساکن لاہور کے حق میں ۸/۲۵ روپیہ کی ڈگری ۴۷/۷/۵ کو صادر ہوئی تھی جس میں سے ۴۹/۱/۲۷ کو انہوں نے ۸/۲۵ روپیہ ادا کر کے وعدہ کیا کہ آئندہ -/۵ روپے ماہوار کے حساب سے قسط ادا کرتا رہوں گا۔ حالانکہ مدعی قسط وار رقم لینے کے لئے تیار نہ تھا۔ بہرحال مدعی کو آمادہ کیا گیا۔ مگر حسب وعدہ قسط جاری نہ رکھی۔ اور مسلسل دس ماہ تک قسط ادا نہ کرنے پر قاعدہ نمبر ۷۷ کی کاروائی کی گئی۔ بعد ازاں انہوں نے دس روپیہ ماہوار قسط کی ادائیگی کا وعدہ کیا۔ اس کی جواب میں ان کو لکھا گیا کہ چونکہ آپ نے پہلی رعایت سے فائدہ نہیں اٹھایا۔ اس لئے ۱/۵/۱۲ تک -/۵۷ روپے ارسال کر دیں۔ ورنہ تعزیری کاروائی کی جائے گی۔ لیکن نہ انہوں نے اس کا جواب دیا۔ اور نہ ہی رقم ڈگری ادا کی۔ اور نہ ہی اپنی پیشکردہ قسط دس روپیہ ارسال کی۔ ان دیں حالات حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے آغا عبد الرحیم صاحب کے اخراج از جماعت اور مقاطعہ کا اعلان کیا جاتا ہے۔ احباب اس کی پوری طرح پابندی کریں۔ (ناظر امور عامہ سلسلہ عالیہ احمدیہ)

لنڈن سکول آف اکنامکس کا امتحان داخلہ

لنڈن ۲۰ فروری۔ لنڈن سکول آف اکنامکس کے منتظمین نے لنڈن سکول آف اکنامکس اینڈ پولیٹیکل سائنس کے امتحان داخلہ کے متعلق حسب ذیل اطلاعات دی ہیں۔

تمام درخواستیں امیدواروں کی تعلیمی قابلیت اور استعداد کی مکمل تفصیلات نیز کم از کم ان دو اشخاص کی دی ہوئی اسناد کے ساتھ جن میں کا ایک شخص اگر ممکن ہو تو اس تعلیمی ادارہ کا منتظم اعلیٰ ہو۔ جس میں آخری بار تعلیم حاصل کی گئی ہے۔ زیادہ سے زیادہ ۲۸ فروری ۱۹۵۰ء کی پہلی ڈاک تک دفتر تعلیمی اتاشی واقع پاکستانی ہائی کمشنر متعینہ برطانیہ ۳۵ لاؤنڈس اسکوائر لنڈن ایس۔ ڈبلیو ۱ میں پہنچ جانی چاہئیں۔

کشمیر میں فوجی مبصر اعلیٰ کے دفاتر

راولپنڈی ۲۰ فروری۔ کشمیر کمیشن کے فوجی مبصر اعلیٰ نے لڑائی بند کرنے کی سرحد کے دونوں طرف اپنے دفاتر قائم کر لئے ہیں۔ انہوں نے ایک بیان میں کہا ہے کہ دونوں علاقے مساوی طور پر میری توجہ کا مرکز بنے رہیں گے۔ جتنا عرصہ میں ایک جگہ کام کروں گا اتنا ہی عرصہ دوسری جگہ مقیم رہوں گا۔

فنون و ہنرکاری کی نمائش

لاہور ۲۰ فروری۔ میو سکول آف آرٹ لاہور کی نمائش فنون و ہنرکاری کے سیکرٹری کو شعبہ فوٹوگرافی کے لئے تصویریں مطلوب ہیں۔ اس نمائش میں ممتاز نقاد اور مشہور غیر ملکی سیاح شرکت کر رہے ہیں۔ سیکرٹری نمائش کے پاس زیادہ سے زیادہ ۲۸ فروری ۱۹۵۰ء تک داخلے پہنچ جانے چاہئیں۔ ماؤنٹ (تصویر کے حاشیہ) کا سائز "۲۰ x "۱۶ اور "۱۶ x "۱۲ اور رنگ سبز و سفید ہونا چاہیئے۔ تمغے اور اہلیت کے سرٹیفکیٹ بہترین تصویر والوں کو دیئے جائیں گے۔ (سرکاری اطلاع)

پٹرول راشن کے لئے درخواستیں

لاہور ۲۰ فروری۔ ضلع لاہور کے موٹر والوں کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مارچ ۱۹۵۰ء کے ضمنی پٹرول راشن کے سلسلے میں درخواستیں ۲۲ فروری سے ۲۸ فروری ۱۹۵۰ء تک دفتر ڈسٹرکٹ راشننگ اتھارٹی لاہور کے دفتر میں آ جائیں گی۔ (سرکاری اطلاع)

— کوئٹہ ۲۰ فروری۔ بلوچستان میں گورنر جنرل کے ایجنٹ مسٹر امین الدین نے وہاں آئندہ انتخابات کے متعلق مرکزی حکومت کو اپنی تجاویز پیش کر دی ہیں۔

سلامتی کونسل میں چودھری محمد ظفر اللہ خان نے ہندوستانی مقدمہ کا تاروپود بکھیر دیا

مندرجہ ذیل حقیقت افروز اور قابل قدر ایڈیٹوریل روزنامہ احسان مورخہ ۱۲ فروری ۱۹۵۰ء سے نقل کیا جاتا ہے:-

"مجلس تحفظ کے حالیہ اجلاس میں پاکستان کے وزیر خارجہ چودھری محمد ظفر اللہ خان نے مسلسل چھ گھنٹے تقریر کرنے کا جو ریکارڈ قائم کیا ہے۔ وہ تو خیر ایسی کوئی بڑی بات نہیں البتہ یہ امر ہر لحاظ سے باعث مسرت ہے کہ کشمیر کے مسئلہ پر ہندوستانی مقدمہ کے تاروپود بکھیر کر پاکستانی وزیر خارجہ نے ساری دنیا پر یہ واضح کر دیا کہ ہندوستان کا کشمیر سے کوئی تعلق نہیں اس کے برخلاف پاکستان کا کشمیر سے جغرافیائی اقتصادی مذہبی اور تمدنی اعتبار سے ہمیشہ کا قریب ترین تعلق ہے۔ ویسے چھ گھنٹے تقریر کرنا بھی دنیا کی رب سے بڑی انجمن میں کوئی آسان بات نہیں۔ اس سے مقرر کی غیر معمولی قوت تقریر اور محنت ہی کا اندازہ نہیں ہوتا بلکہ خود مسئلہ زیر بحث کی صداقت بھی آشکار ہوتی ہے۔ کیونکہ معاملات سے واقف کار لوگ بخوبی جانتے ہیں کہ جب تک موضوع میں جان نہ ہو۔ محض لفظی جمع خرچ سے کام نہیں چلتا۔ چودھری ظفر اللہ خان نے اپنے دعوے کے ثبوت میں ٹھوس حقائق و واقعات پیش کئے۔

آپ نے مجلس تحفظ کے ارکان میں کشمیر اور اسکی سرحد کے نقشے تقسیم کر کے انہیں بتایا کہ پاکستان کے تین دریا پاکستان اور کشمیر کی سرحد سے ہو کر آتے ہیں۔ اسکے علاوہ تقسیم سے پہلے جن تین راستوں سے کشمیر کا سلسلہ بیرونی دنیا سے قائم تھا۔ وہ تینوں کے تینوں راستے بھی پاکستان سے ہو کر گزرتے ہیں پاکستان کشمیریوں کے لئے اپنے علاقہ سے نکل کر باہر آنے کا ہمیشہ سے قدرتی راستہ ہے سیالکوٹ سے جموں تک کا جو مختار راستہ کشمیر میں ہندوستانی فوجوں کے ناجائز داخلہ کے بعد سے بنا ہے۔ وہ بھی سال میں چار مہینے عام باربرداری کے لئے برفباری کے باعث کام میں نہیں لایا جا سکتا۔ حقیقت یہ ہے ہندوستان اور کشمیر کو ایک دوسرے سے ناقابل عبور قدرتی پہاڑوں نے بالکل علیحدہ کر رکھا ہے اس میں تیس میل لمبے خشکی کے راستے کے علاوہ ہندوستان اور کشمیر میں کوئی تعلق نہیں۔ جہاں تک تجارت کا تعلق ہے کشمیر کی ساری لکڑی پاکستان آتی ہے اور یہیں فروخت ہوتی ہے کشمیر کی آمدنی کا ۲/۱ فی صدی سے زائد حصہ اس لکڑی کی فروخت سے حاصل ہوتا ہے۔ صرف یہی ایک شہادت اس حقیقت کو ثابت کرنے کے لئے کافی ہے کہ کشمیر کی اقتصادیات کا انحصار پاکستان کی اقتصادیات پر ہے۔ نیز پاکستان اور کشمیر کے لوگ نسلی مذہبی اور تمدنی اعتبار سے ایک ہیں

جہاں تک کشمیر میں قبائلیوں کے داخلے کا سوال ہے۔ چودھری ظفر اللہ خان نے کونسل میں اس سوال کو بھی صاف کر دیا۔ آپ نے کہا کہ پاکستان ہندوستان کے اس دعوے سے انکار نہیں کرتا کہ کشمیر میں قبائلی لوگ ۲۲ اکتوبر ۱۹۴۷ء کو داخل ہوئے مگر اس تاریخ سے پہلے اہل کشمیر مہاراجہ کے خلاف بغاوت کر چکے تھے۔ جس کا ہندوستان اب بالکل تذکرہ نہیں کرتا۔ اس دفعہ کے ثبوت میں آپ نے شیخ عبداللہ اور حکومت کشمیر کے

مطبوعہ بیانات پڑھ کر سنائے۔ جن میں یہ تسلیم کیا گیا تھا کہ کشمیر میں قبائلیوں کے داخلے سے پہلے پانچ ہزار کشمیریوں نے ریاست میں بدامنی پھیلا رکھی تھی اور اس کی ذمہ داری مہاراجہ کی حکومت کے کشمیریوں کے ساتھ جابرانہ طرز عمل پر عائد ہوتی ہے۔ شیخ عبداللہ نے اس وقت بھی کہا تھا کہ اگر کشمیر ہندوستان سے ملحق ہو گیا تو پاکستان ہر طرف سے گھر جائے گا۔

یہ ہیں کشمیر کے مسئلہ کے اصل واقعات جو آج عالم آشکارا ہو چکے ہیں۔ اگر یہ واقعات [illegible] تو آج کیوں صحیح نہیں۔ اب یہ واقعات کس لئے کیونکر جھٹلائے جا سکتے ہیں۔ پھر سوال یہ ہے کہ ان واقعات کو سامنے رکھ کر آخر پاکستان چاہتا ہی کیا ہے۔ صرف یہ کہ کشمیریوں کو بغیر کسی قسم کے جبر اور دباؤ کے ہندوستان یا پاکستان میں سے کسی ایک ملک کے ساتھ الحاق کرنے کے معاملہ میں فیصلہ کرنے کی آزادی ہونی چاہیئے۔ صرف اس مسئلہ پر استصواب رائے لینا ہے۔ مگر ہندوستان طرح طرح کے بہانے تلاش کر کے اس سے بچنا چاہتا ہے اور اس نے اپنی ہٹ دھرمی اور ضد سے کام لے کر اب یو۔ این۔ او کمیشن کی تمام کوششوں کو بھی ناکام بنا رکھا ہے۔

دیکھنا یہ ہے کہ اب جبکہ مجلس تحفظ کے سامنے اس مسئلہ کے سارے پہلو آ چکے ہیں وہ کیا فیصلہ کرتی ہے جیسا کہ چوہدری ظفر اللہ خان نے ۱۳ فروری کو لیک سکس میں ایک پریس کانفرنس میں کہا۔ اگر کشمیریوں کی اکثریت اس آزادانہ استصواب رائے میں جس کے لئے پاکستان شروع سے کوشاں ہے یہ فیصلہ کر دیتی ہے کہ کشمیر کو ہندوستان سے ملحق ہونا چاہیئے تو اگرچہ ان کا یہ فیصلہ خودکشی کے مترادف ہوگا۔ پھر بھی پاکستان اس فیصلے کو قبول کرے گا۔ اس سے زیادہ منصفانہ موقف کسی ملک کے لئے اور کیا ہو سکتا ہے"

روس ہنگری سے مغربی سفیروں کے اخراج کا خواہاں ہے

لنڈن ۲۰ فروری۔ سنڈے ٹائمز کے سفارتی نامہ نگار نے کل یہ رائے ظاہر کی کہ ممکن ہے۔ کہ بوڈاپسٹ میں جاسوسوں کے خلاف مقدمہ کا اصل مقصد ہنگری سے مغربی سفیروں کا اخراج ہو اس کا کہنا ہے کہ مسٹر ایڈگر سینڈرز اور مسٹر رابرٹ وو گلر کے مقدمہ کا فیصلہ ہوتے ہی برطانوی اور امریکی حکومتیں اس کے متعلق مشورہ کریں گی۔ کہ انہیں کیا کرنا چاہیے۔ برطانیہ میں ہنگری کے شہریوں کے خلاف جوابی کارروائی کے امکان پر غور کیا جائے گا۔ اور ممکن ہے کہ بوڈاپسٹ میں برطانوی اور امریکی قونصل خانے مختصر کر دینے کا فیصلہ ہو جائے۔ ہنگری کے خلاف اقتصادی کارروائی کی بہت کم گنجائش ہے۔ کیونکہ کرسمس سے کچھ پہلے ہی برطانیہ اور ہنگری کے درمیان تجارتی گفتگو معطل ہو چکی تھی۔

نامہ نگار مذکور کا کہنا ہے کہ فی الحال وائٹ ہال ہنگری سے سفارتی تعلقات بالکل منقطع کرنا نہیں چاہتا ایسا کرنا خود کو روسیوں کے ہاتھ میں دے دینا ہوگا۔ جب تک ہنگری رومانیہ اور بلغاریہ میں مغربی طاقتوں کے سفارتی رابطے قائم ہیں۔ کریملن کے لئے اس حال میں افواج کی نقل و حرکت کو پوشیدہ رکھنا ناممکن ہوگا۔ جبکہ وہ یوگوسلاویہ کے خلاف کسی جبری کارروائی کا فیصلہ کرے۔ سنڈے ٹائمز کا سفارتی نامہ نگار اپنا بیان ختم کرتے ہوئے رقمطراز ہے کہ ہنگری رومانیہ اور بلغاریہ اور مغرب کے درمیان تعلقات منقطع کرانے کے لئے ابتدائی اقدام کے طور پر روس نے ایسے مقدمے کھڑے کئے ہیں۔ جن میں سے ایک بوڈاپسٹ میں زیر سماعت ہے۔ (اسٹار)

ہم اپنے متعلق فتنہ پردازی کا طعنہ سنتے سنتے عاجز آ گئے ہیں

(جرمن وزیر عدل)

برلن ۲۰ فروری۔ جرمنی کے وزیر عدل ڈاکٹر ٹامس ڈہلر نے کل یہ مطالبہ کیا ہے۔ کہ دنیا کو یہ کہنا بند کر دینا چاہیئے۔ کہ جرمنی نے جنگ شروع کی تھی۔ نیز اسے دوسری قوموں کے ساتھ مساوی درجہ دینا چاہیئے۔ برطانوی منطقہ میں ایک عام سیاسی جلسہ کو خطاب کرتے ہوئے ڈاکٹر ڈہلر نے کہا کہ جرمنی کو زیادہ سے زیادہ مضبوط خارجی حکمت عملی کی ضرورت ہے۔ ہم اب یہ طعنہ سنتے سنتے عاجز آ گئے ہیں کہ ہم لوگ مفسد اور فتنہ پرداز ہیں (اسٹار)

بقیہ صفحہ ۱ مسلمان محققین اور علم حیات

کہ اس میدان میں جو کارہائے نمایاں مسلمانوں نے سرانجام دیئے وہ اہمیت کے لحاظ سے موجودہ محققین کے کارناموں سے کسی صورت میں کم نہیں ہیں۔ بلکہ بہت سے امور میں موجودہ محققین نے مسلمانوں کی تحقیقات کو بنیاد بنا کر ہی ترقی کی نئی راہیں کھولی ہیں۔ آپ نے مزید بتایا کہ قرآن کریم نے کائنات کے ذرے ذرے پر غور کر کے نتائج اخذ کرنے کی جو تلقین فرمائی ہے۔ اسی تعلیم کے زیر اثر مسلمانوں میں بڑے بڑے محققین اور ماہرین پیدا ہوئے ہیں (نامہ نگار)

اردو الفاظ کی نئی تحقیق

بقیہ صفحہ اول

آپ نے ان الفاظ کے تعلق میں اس امر پر بالخصوص زور دیا کہ پنجابی الفاظ اپنی موجودہ شکل میں آج بھی درمیانی کڑی کا کام دے رہے ہیں۔ جن الفاظ پر آپ نے اپنی تحقیق کی بنیاد رکھی۔ ان میں آواز۔ پیار۔ داتا۔ ناہید اور سوگند کا خاص طور پر ذکر فرمایا۔ بعض سوالات کا جواب دیتے ہوئے فاضل مقالہ نویس نے اس امر کا اعتراف کیا کہ یہ نظریہ ابھی مزید تحقیق کا محتاج ہے۔ اور اہل علم حضرات کو دعوت دے رہا ہے۔ کہ وہ غور و فکر کے بعد اس کے ان پہلوؤں کو اجاگر کریں۔ جو ابھی منظر عام پر نہیں آئے ہیں۔

صدر محترم ڈاکٹر ایم۔ ڈی تاثیر پرنسپل اسلامیہ کالج لاہور نے اس موقعہ پر "تحقیق علوم" کی اہمیت واضح کرتے ہوئے فرمایا کہ پاکستان میں ترقی کا میدان بہت وسیع ہے۔ علوم و فنون کے بے شمار شعبے ہیں۔ جنہیں ہمارے طلبا تحقیق و تدقیق سے کام لے کر قوم و ملک کی بہترین خدمت سرانجام دے سکتے ہیں۔ تقریر جاری رکھتے ہوئے آپ نے کہا سائنس اور صنعتی علوم میں ترقی تعمیر پاکستان کے لئے ہر چند ضروری ہے۔ لیکن ہر شخص ہر کام کا اہل نہیں ہوتا۔ جو طلباء ان علوم میں شغف رکھتے ہوں۔ ان کا فرض ہے۔ کہ وہ اسی شغف سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں۔ اور جنہیں فطری طور پر ادب سے لگاؤ ہو ان کا فرض ہے۔ کہ وہ اس میں ہی کمال پیدا کریں۔ اور اپنے آپکو اس قابل بنائیں۔ کہ جب ادب کی نئی تاریخ مرتب کی جائے۔ تو کم از کم ان کا ذکر کسی حاشیئے فٹ نوٹ میں ہی آ جائے۔ اگر واقعی انہیں یہ مرتبہ حاصل ہو گیا۔ تو پھر یقیناً تعمیر پاکستان میں ان کا بھی اتنا ہی اہم [illegible]

حصہ ہوگا۔ جتنا کہ دیگر علوم و فنون کے ماہرین کا۔ جلسے کے بعد ایک مختصر سی مجلس میں حاضرین کے پیہم اصرار پر جناب تاثیر۔ سید عابد علی صاحب عابد۔ قیوم نظر۔ رشید قیصرانی اور جناب تنویر نے اپنے کلام سے حاضرین کو محظوظ فرمایا۔ (سٹاف رپورٹر)